رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ:۔ مہر محمد خان

نمبر ۲۴ | مورخہ ۳۰۔ ستمبر ۱۹۲۰ء | مطابق ۱۶۔ محرم ۱۳۳۸ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور نے درس قرآن کریم دینا شروع فرما دیا ہے۔

حضرت اُم المومنین لاہور سے تشریف لے آئی ہیں۔

جناب قاضی امیر حسین صاحب کو پہلے کی نسبت آرام ہے۔ احباب کلی صحت کے لئے دعا فرمائیں ٭

۲۷۔ ستمبر بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ماسٹر نذیر احمد صاحب کا نکاح مرزا حسین بیگ صاحب کی لڑکی مزمل بیگم سے پانسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ اور خطبہ میں اس بات پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ سوائے راجپوتوں کے ہماری جماعت کے دوسرے لوگ قومیت کی ناپسندیدہ قیود کو توڑ کر آپس میں رشتے کر رہے ہیں ٭

نامہ لنڈن

نوشتہ مولوی فتح محمد صاحب سیال۔ ایم اے۔ ۳۔ ستمبر ۱۹۲۰ء

مکرمی ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر آجکل پورٹسمتھ تشریف فرما ہیں۔ اس لئے اس ہفتہ کا "نامہ لنڈن" میں لکھتا ہوں:۔

ہم سب خادمان احمدیہ مشن لنڈن اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اور اپنے اپنے کام میں مشغول۔ پورٹسمتھ جو جنوبی ساحل انگلستان پر ایک بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے خاص حصہ لے رہا ہے اور اس وقت وہاں احمدیوں کی ایک جماعت ہے۔ چونکہ یہ لوگ صرف اصول اسلام سے واقف ہیں۔ اور عملی حصہ اسلام سے بہت کم واقفیت ہے۔ اس لئے یہ مناسب خیال کیا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایک جماعت کی صورت دینے کے لئے اور عملی اسلام سکھانے کے لئے ایک مبلغ کچھ دنوں تک وہاں متواتر قیام کرے۔ اس شہر میں تبلیغ ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی۔ جب مجھے ایک سوسائٹی نے وہاں لیکچروں کے لئے بلوایا۔ لیکن میرا قیام وہاں دو دن سے زیادہ کبھی نہ ہوا مکرمی قاضی صاحب اور حضرت مفتی صاحب کے زمانہ میں بھی یہی صورت رہی۔ اب چونکہ جماعت خاصی ہو گئی ہے۔ اس لئے ماسٹر صاحب کو وہاں بھیجا اور دو ہفتہ کا قیام ضروری خیال کیا گیا۔

نیز ماسٹر صاحب کے لئے چند ہفتوں کی چھٹی بھی ضروری تھی۔ لنڈن صحت کیلئے کوئی اچھی جگہ نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو یہاں پیدا ہوئے۔ مطلع قریباً ہر وقت دھواں دھار اور یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم کا نمونہ رہتا ہے۔ اس لئے باہر کے لوگ جو آخر لنڈن میں رہائش اختیار کرتے ہیں انکا متواتر شہر میں قیام

مضر صحت ہوتا ہے۔ اس لئے پنجاب میں اگرچہ لوگ اسبات بڑھتے ہوں۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے لئے تبدیلی آب و ہوا ضروری ہوتی ہے۔

اس ہفتہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا۔ لنڈن کے دو مختلف مقامات میں میں نے لیکچر دئے۔ جو لوگوں نے بڑی توجہ سے سُنے۔ اور لیکچروں کے بعد سوال و جواب بھی ہوتے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں کے لوگوں کو ہندوستان سے اب خاص دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔

متعدد لوگ ملنے کے لئے آئے جن میں بعض امریکہ اور بعض جنوب مغربی افریقہ جانے والے تھے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ ان بلاد میں اگر آپ لوگوں کے ممبر ہوں تو ان کا پتہ دیا جائے۔ ان کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب اور سکرٹری انجمن احمدیہ لیگاس کے پتہ ان لوگوں کو دئے گئے۔ اس کے علاوہ بعض مشہور اخباروں کے ایڈیٹروں نے ملکر سلسلہ کے حالات بیان کئے۔ اور بعض کتابیں اور رسالہ جات نذر کئے۔ ان لوگوں نے حالات سلسلہ بڑی دلچسپی سے سنے۔ اور بعضوں نے اپنی اخباروں میں اس کے متعلق نوٹ بھی لکھا ہے۔ (باقی آئندہ)

مڈے غاسکر میں احمدیت

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ ماریشس لکھتے ہیں کہ ہمارے دو احمدی تاجر مڈے غاسکر جو ماریشس کے قریب ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ جس پر فرانس کا تسلط ہے۔ اور جو غالباً دنیا کے سب جزیروں سے بڑا جزیرہ ہے۔ تجارت کے لئے گئے ہیں۔ جہانتک ہمیں علم ہے۔ وہاں ابھی احمدیت نہیں پہونچی۔ اسواسطے ان دو احمدیوں کو بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ فرانسیسی زبان میں دے گئے ہیں۔ تا وہاں جاکر لوگوں میں تقسیم کریں۔ خدا کرے کہ وہاں بھی بہت جلد ہمارا ایک مشن قائم ہو جائے

عاجز

زین العابدین ماریشین طالب علم قادیان

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی نظم

آج دل مسرور ہے اپنا طبیعت شاد ہے
مسجد لنڈن کی رکھی جارہی بنیاد ہے

ہے بنا اسکی خدا کے فضل پر اور رحم پر
جو بنا اس کے مقابل پہ ہے وہ برباد ہے

نعرۂ اللہ اکبر اس سے اب ہو گا بلند
شرک کے مرکز میں یہ توحید کی بنیاد ہے

چشم بدبیں کور ہو دست مخالف ٹوٹ جائے
دل وہ غارت ہو جو اسکو دیکھ کر ناشاد ہے

ہوش میں آ دشمن بدخواہ اپنی فکر کر
سر اُٹھا کر دیکھ ربِّ خلق بالمرصاد ہے

اے خدا اب جلد لا وہ دن کہ ہم یہ دیکھ لیں
بندِ طبعِ مسلم ناشاد پھر آزاد ہے

ہائے وہ اسلام وہ مسلم کدہر کو چل بسے
نے وہ شیریں ہی رہی باقی نہ وہ فرہاد ہے

دینِ حق اک صید ہے مقہور زیرِ دام کفر
ہر طرف آواز و شور و غوغائے صیاد ہے

اے خدا اسلام کی کشتی کو طوفاں سے بچا
ہم غریبوں کی تری درگاہ میں فریاد ہے

یاس کا منظر ہے لیکن دل ہیں اُمیدوں سے پُر
یاد ہے ہم کو ترا وعدہ خدایا یاد ہے

رحم فرمایا خدا نے سُن کے بندوں کی پکار
آگیا جو دین میں اک منفرد اُستاد ہے

آگیا مہدی مسیح وقت مامور خدا
دل میں پھر تازہ ہوئی پہلے سموں کی یاد ہے

اب گیا وقت خزاں اور آگیا وقت بہار
باغ احمدؐ میں ہُوا پھر سبزۂ نوزاد ہے

کرنا مغرب کو پڑیگا اب سرِ تسلیم خم
چل رہی مشرق سے بادِ نصرت و امداد ہے

ہر طرف پھیلے مبشر خدمت دیں کے لئے
ملک انگلستاں میں بھی پہنچا ہُوا استاد ہے

دل ہے حمد و شکر سے لبریز اور سر در سجود
رُوح ہے مسرور جاں خوش ہے طبیعت شاد ہے

صد مبارک صد مبارک خادمانِ دین حق
مسجد لنڈن کی رکھی جارہی بنیاد ہے

اب ترانہ ہو چکا روز جزا بھی یاد کر
اے بشیر خستہ جاں قبل البلیٰ بھی یاد کر

اخبار احمدیہ

استدعاء دعا جن احباب کو میں نے تین امور کے متعلق دعا کے لئے تکلیف دی ہوئی ہے۔ وہ ازراہ کرم برابر دعا فرماتے رہیں۔ اور آجکل خصوصیت سے دعا خاص فرمائیں اور احباب بھی ان امور کیلئے دعا فرمائیں۔ راقم محمد عثمان رئیس مالیر کوٹلہ

درخواست دعا مکرم منشی خادم حسین صاحب بھیروی کی طبیعت ان دنوں بہت کمزور ہو گئی ہے۔ انکی صحت کے لئے دعا کی جائے + مولوی عبداللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بھینی شرقپور بیمار ہیں۔ دق بیماری ہے۔ انکے لئے دعا کی جائے + شیخ عبدالحق صاحب و شیخ فضل حق صاحب بٹیرا اور کیلئے دعا کی جائے۔ ان پر ایک مقدمہ ہے + عطاء محمد صاحب سگینہ گر جہلم کے ایک قریبی رشتہ دار بعارضہ کمزوری مثانہ بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعا کی جائے +

ولادت منشی عظیم الرحمٰن صاحب محرر بورڈنگ ہائی سکول قادیان کے ہاں لڑکا و منشی خدا بخش صاحب سول ناظر جھنگ کے ہاں لڑکا متولد ہوا - اللہ مبارک کرے + آمین +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء

ہندو مسلم اتحاد

مسلمان کیا دے اور کیا لے رہے ہیں

آجکل ہندو مسلمانوں کے جس اتحاد و اتفاق کا غلغلہ بڑے زور شور سے بلند کیا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق ہمارا تو شروع سے ہی یہ خیال ہے۔ کہ چونکہ اس کی بنیاد صحیح اور درست اصول پر نہیں۔ بلکہ فوری جوش اور اشتعال انگیز حالات پر ہے۔ اس لئے یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور وہ بھی چند روزہ۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ اب اس حقیقت کو دوسرے لوگ بھی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ شیعوں کا اخبار "ذوالفقار" اپنے ۱۶ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"اتفاق اور اتحاد کوئی بری چیز نہیں ہے۔ اگر نیک نیتی سے ہو لیکن فریقین کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اور ان کے آپس کے برتاؤ سے پتہ چلتا ہے کہ اس راگ کا بھی صرف نام ہی نام ہے۔ عملی کوئی صورت نہیں ہے۔ جب ہم گہری نگاہ سے اس طرف غور کرینگے۔ تو صاف آئینہ ہو جائے گا۔ کہ یہ لفاظی ہے آپس میں کی مطلب کشی ہے۔ ورنہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے دلی ہمدردی نہیں ہے۔ اور نہ مسلمانوں کو۔ ہمارا ان دنوں چند معزز احباب ہندو مسلمانوں سے تبادلہ خیال ہوا۔ انہوں نے صاف گوئی سے کام لیا اور کہا کہ جس حالت میں ہم آپ کے رسول کو نہیں مانتے۔ اور اس کو ماننے کے واسطے تیار نہیں ہیں۔ خلافت سے ہمیں کیا سروکار ہے۔ اور مسلمان تو ہندوؤں کو بموجب اپنے قرآن کے نجس قرار دیتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ گلی کوچوں میں مسلمانوں کے لیڈر قرآن و آیات سے ثابت کرتے تھے کہ ہندوؤں کی چیز مس کی ہوئی حرام ہے۔ کیا قرآن کی وہ آیت اب منسوخ کر دی گئی ہے یا دروغ بیانی سے کام لیا گیا تھا۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ عام ہندو صاحبان غلط یا صحیح طور پر مسلمانوں کے متعلق جو خیالات پہلے رکھتے تھے وہی اب بھی رکھتے ہیں۔ اور جس نظر سے مسلمانوں کو وہ قبل ازیں دیکھتے تھے۔ اسی نظر سے اب بھی دیکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ اگر عوام کو چھوڑ کر ان ہندو لیڈروں کے طرز عمل کو دیکھا جائے جو مسلمانوں کے بڑے خیر خواہ اور ہمدرد ہونے کے دعویدار ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ سوائے زبانی ہمدردی کرنے اور اشتعال دلانے کے عملی طور پر مسلمانوں کی خاطر اسوقت تک نہ انہوں نے کچھ کیا ہے۔ اور نہ آئندہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہندوؤں کی طرف سے اظہار ہمدردی کا سب سے بڑا عملی ثبوت عدم تعاون کی تجویز کے ساتھ اتفاق بتایا جاتا ہے۔ اور غلطی خوردہ مسلمانوں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ ان کی خاطر اس تجویز کو پاس کیا گیا ہے لیکن اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ ان بڑے بڑے ہندو کارکنوں کو علیحدہ کر کے جو سرے سے ہی اس کے مخالف ہیں۔ اگر اس کے مویدین کی ان تقریروں کو ہی پڑھا جائے۔ جو کانگریس کے اجلاس خاص میں انہوں نے کیں۔ تو سوائے مسٹر گاندھی کے شاید ہی کسی نے خلافت ٹرکی کے سوال کو عدم تعاون کے پاس کرنے کی وجہ قرار دیا ہو۔ البتہ جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اور جسے اصل وجہ ٹھہرایا گیا ہے وہ گذشتہ سال کے واقعات پنجاب اور اصلاحات کا ناکافی ہونا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ دونوں ایسی باتیں ہیں جو براہ راست ہندوؤں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

اس امر کا تازہ اور بہت بڑا ثبوت کہ ہندو صاحبان عدم تعاون پر کاربند ہونے کے لئے اس لئے آمادہ نہیں ہو رہے۔ کہ اتحادیوں نے سلطنت ٹرکی سے مسلمانان ہند کی منشاء کے خلاف شرائط صلح تسلیم کرائی ہیں۔ بلکہ وہ اپنے حقوق اور اپنے فوائد کیلئے ایسا کر رہے ہیں۔ اس اعلان سے مل سکتا ہے۔ جو لالہ لاجپت رائے صاحب نے حال ہی میں کیا ہے۔ اور جس میں انہوں نے عدم تعاون کی سب سے زیادہ اہم مد "نئی قانونی کونسلوں سے علیحدگی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"میں چاہتا ہوں کہ کوئی باحمیت پنجابی کونسل میں جانے کی کوشش نہ کرے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تمام رائے دہندگان رائے دینے سے احتراز کریں۔ اور ہر ایک انتخابی حلقے میں خاص کوشش کر کے بغیر کسی قسم کا ناجائز دباؤ ڈالنے کے رائے دہندگان سے ایک پروٹسٹ پر دستخط کرائے جاویں جس کا مضمون یہ ہو۔ کہ چونکہ مظالم پنجاب کے متعلق گورنمنٹ کا فیصلہ نہایت ناقابل اطمینان ہے اور اس سے کوئی امید گورنمنٹ کی سپرٹ میں تبدیلی کی نظر نہیں آتی۔ اس لئے ہم رائے دہندگان پنجاب بطور اظہار ناراضگی اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ جو حق ہم کو ریفارم ایکٹ کے رو سے دیا گیا ہے۔ اس کے استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔"

لالہ لاجپت رائے نے اپنی اس تقریر میں جو انہوں نے بطور صدر کانگریس کو ختم کرتے ہوئے کی تھی۔ صاف طور پر عدم تعاون کی دوسری مدوں کو ناقابل عمل بتاتے ہوئے ان کا صفایا کر دیا تھا اور اس طرح گویا ان کے نزدیک عدم تعاون بس صرف کونسلوں سے علیحدہ ہی رہ گیا تھا۔ اور اسی پر انہوں نے اپنے مذکورہ بالا اعلان میں زور دیا ہے۔ لیکن ناظرین دیکھ لیں کہ اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ جسے وہ نہ صرف ہندوؤں سے بلکہ مسلمانوں سے بھی تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ کیا قرار دیتے ہیں۔ یہ نہیں فرماتے۔ کہ خلافت ٹرکی کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق اظہار ناراضی کے لئے کوئی باحمیت پنجابی (خواہ مسلمان ہو خواہ ہندو) کونسل میں جانے کی کوشش نہ کرے۔ اور کوئی رائے دہندہ رائے نہ دے بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ مظالم پنجاب کے متعلق چونکہ گورنمنٹ کا فیصلہ نہایت ناقابل اطمینان ہے۔ اور گورنمنٹ کی سپرٹ میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اس لئے نہ کوئی کونسل کا امیدوار بنے۔ اور نہ کوئی کسی کو رائے دے۔ گویا اگر مظالم پنجاب کے متعلق گورنمنٹ ایسا فیصلہ کر دیتی جو قابل اطمینان ہوتا۔ اور گورنمنٹ کی سپرٹ میں کوئی تبدیلی نظر آتی۔ تو پھر عدم تعاون کی یہ "اہم مد" بھی اڑ جاتی۔ اور لالہ صاحب بڑے زور سے کونسلوں میں جانے کی تحریک کرتے۔

اگر اس اعلان میں لالہ صاحب واقعات پنجاب کے ساتھ سلطنت ٹرکی کا ذکر کر دیتے۔ تو بھی ان کا مطلب حاصل تھا،

اور نتیجہ وہی نکلتا ہے جو اب نکل سکتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے محض بناوٹی طور پر اس کا ذکر کرنا انہوں نے مناسب نہیں سمجھا۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ ہندوؤں میں سے لالہ صاحب کی سی شخصیت کا انسان بھی خلافت ٹرکی کے معاملات میں مسلمانوں کی امداد کرنے کے لئے عدم تعاون کا حامی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی اور ہی وجہ ہے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ہندوؤں کی محض زبانی ہمدردی کی خاطر جہاں وہ اپنے مذہبی حقوق سے دست بردار ہو رہے ہیں۔ وہاں ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ایسے افعال کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو سراسر گناہ اور خلاف شریعت ہیں۔ اور اسمیں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کو بھی لکھنا پڑا ہے کہ:۔

"ہمارے نادان مسلمان اور شریعت اسلام سے ناواقف یا لاپرواہ لیڈران ہر جگہ ایسی بہت سی خلاف شان اسلام حرکات کرتے رہتے ہیں۔ جس سے علماء اسلام کو سخت رنج ہوتا ہے۔ خطرہ ہے کہ ان کا رنج حد سے متجاوز ہو گیا۔ تو زبان نہ کھل جائے"

اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ جب عام مسلمان اور انکے لیڈر ہندوؤں کی خاطر ہر جگہ ایسی بہت سی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو اسلام کے خلاف ہیں۔ تو کیوں "علماء اسلام" ان کو نہیں روکتے۔ اور کیوں صامت عن الحق ہو کر شیطان اخرس کے وعید کے نیچے آ رہے ہیں۔ قابل غور یہ بات ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کی زبانی ہمدردی اور تائید کس قدر گراں قیمت پر خرید رہے ہیں۔ اور کیونکر ہندوؤں کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کو ناراض کر رہے ہیں۔ کیا اس قسم کا اتحاد و اتفاق مسلمانوں کو کچھ فائدہ دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کاش وہ سوچیں اور غور کریں۔

اس کے متعلق جہاں ہمیں مسلمانوں پر بہت ہی افسوس اور رنج ہے اور خاصکر ان علماء پر جو مسلمانوں کو ہندوؤں کی خاطر خلاف شریعت حرکات کرتے دیکھ کر چپکے بیٹھے ہیں۔ وہاں ہم ہندوؤں کی استقلال اور ہوشیاری کی تعریف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ جو ایک طرف تو اپنے مذہبی معاملات پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں! اور دوسری طرف مسلمانوں سے مفید مطلب باتیں منوا رہے ہیں۔ معلوم نہیں مسلمان کب اس حکمت عملی کو سمجھینگے! اور اپنی زندہ اور قائم رہنے کی کوئی صورت اختیار کرینگے۔

ہندو مسلم اتحاد کا نظارہ آگرہ میں

اب کے محرم میں آگرہ کے ہندو مسلمانوں میں جو فساد ہوا ہے۔ اس نے ان لوگوں کی بھی آنکھیں کسی قدر کھول دی ہیں۔ جو یہ خیال کرنے لگ گئے تھے۔ کہ ہندو مسلمان آپس میں شیر و شکر ہو گئے ہیں۔ وہ واقعات جو معاصر آگرہ اخبار نے اپنے ۱۱؍ ستمبر کے پرچہ میں قلم بند کئے ہیں اگر درست ہیں۔ تو وہ یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہے کہ "آگرہ کا تازہ واقعہ ہندوؤں کی اس فطری بیگانگی کا صحیح پتہ دیتا ہے۔ جو انھیں مسلمانوں سے بغض و کینہ رکھنے کے لئے ازل سے ودیعت کر دیگئی ہے"

معاصر موصوف لکھتا ہے کہ ہندوؤں کے ایک میلہ کا جلوس اُس دن نکلا۔ جس دن محرم کا چاند ہوا مسلمانوں نے کہ وہ بھی ماتمی جلوس لئے جا رہے تھے۔ ان سے التجاء کی کہ اس وقت باجا وغیرہ نہ بجائیں۔ اور کوئی ایسا فعل نہ کریں۔ جس سے خوشی کا رنگ ٹپکتا ہو۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ مسلمانوں کے جلوس کے ساتھ جو روشنی کا ہنڈا تھا اس کو ایک ہندو نے لٹھ مار کر توڑ دیا۔ اور اس سے فساد شروع ہو گیا۔ ہندو قریب قریب سب مسلح تھے۔ اور انھوں نے مسلمانوں کو زد و کوب کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ کئی مسلمانوں کے سر پھٹے۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ دوسرے دن بازاروں میں جو مسلمان جہاں ملا۔ وہیں ہندوؤں نے اس کی لٹھوں سے خبر لی۔ رات کو پھر جب مسلمانوں کا جلوس پھٹی بازار میں پہنچا۔ تو دو حلوائیوں کی دو دکانوں کے سوا سارا بازار بند تھا۔ حلوائیوں نے گرم دودھ کڑاہوں سے نکالکر پھینکنا شروع کیا ان دو دکانوں میں کچھ اور بھی آدمی پوشیدہ تھے۔ جن سے مختصر سی آویزش ہوئی۔ اس کے چند ہی منٹ بعد کوٹھوں سے گرم گرم تیل اور پانی مسلمانوں کے سروں پر ڈالا گیا۔ بازار میں بالکل اندھیرا کر دیا گیا تھا۔ اُوپر سے اینٹ اور پتھر مینہ کی طرح برس رہے تھے۔

تیسرے روز پھر وہی چپقلش رہی۔ جہاں کوئی مسلمان ہندوؤں کو مل گیا۔ وہیں اس کی شامت آگئی۔ اور بعض ہندوؤں نے معمولی معمولی کم عمر لڑکوں پر بھی اپنے دل کا غبار نکالا۔

اس سارے فساد کی اصل وجہ یہ ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے ایک معمولی سی درخواست کی۔ جسے انھوں نے نہ صرف منظور نہ کیا۔ بلکہ مسلمانوں کو ایسا سبق دیا کہ تا وہ آیندہ اس قسم کی التجا کرنے کی جرأت ہی نہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے مسلمانوں نے ہندو مسلمانوں کے اس اتحاد اور اتفاق پر بھروسہ کر کے جس کا اعلان سٹیجوں پر بڑے زور سے کیا جاتا ہے۔ ایسا کیا اور جب مسلمان خود ہندوؤں کی خاطر اپنے ایک مذہبی حق کو دست بردار ہو کر اسی سال گائے کی قربانی کو ترک کر چکے ہیں تو ان کا حق تھا۔ کہ ہندوؤں سے ایک معمولی سے میلے پر جو کسی قسم کی مذہبی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ "تبراکی کا میلہ" کہلاتا ہے۔ باجا وغیرہ نہ بجانے کی اُمید رکھتے۔ لیکن ظاہر ہو گیا۔ کہ ہندوؤں کا مسلمانوں کی خاطر اپنے کسی مذہبی حق کو چھوڑنا تو الگ رہا۔ وہ اپنے سیر و تفریح کے مشاغل میں بھی ذرا کمی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یہ ایک ایسا سبق ہے۔ کہ اگر مسلمان اسے یاد رکھیں تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

دراصل موجودہ ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد ہی ایسے طرز پر رکھی گئی ہے۔ جس پر پورا پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ایک فریق کا دوسرے فریق سے یہ امید رکھنا کہ وہ اس کے لئے اپنی رسومات میں تبدیلی کرے۔ یا اس سے بڑھکر یہ کہ اس کے لئے اپنے مذہبی حقوق سے دست بردار ہو جائے۔ ایک ایسی غلطی ہے۔ جسے اگر وہ لوگ نہ دیکھ سکیں۔ جن کے دور اندیشی اور عاقبت بینی کے جذبات وقتی جوش و خروش کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ تو الگ بات ہے۔ ورنہ کوئی غور و فکر کرنیوالا انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ حقیقی اور پائدار صلح اور اتحاد اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک کہ ہر ایک اہل مذہب کو اپنے طریق اور اپنی رسومات وغیرہ کے ادا کرنے میں پوری پوری آزادی نہ ہوگی۔ ملکی فوائد کے لئے اتحاد و اتفاق کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کسی فریق کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کی جائے۔ ورنہ اس کا نتیجہ اگر آج نہیں تو کل ضرور خراب نکلیگا۔ جبکہ لوگوں کو ٹھنڈے دل سے اسپر سوچنے اور غور کرنے کا موقع ملیگا۔

ہندوؤں میں جانوروں کی قربانی

دیو سماجی اخبار "جیون تت" ۲۱ ستمبر کے پرچہ میں علاقہ مدرا س کے مندروں کے حالات لکھتا ہوا یہ بیان کرتا ہے کہ:-

"مرغوں۔ بکروں اور بھینسوں کی قربانی تقریباً سب مندروں میں کی جاتی ہے۔ اور خون کی ندیاں بہائی جاتی ہیں۔ صرف مدورا (ایک شہر) میں ہی پچاس ساٹھ ایسے مندر موجود ہیں"۔

اسکے علاوہ ہندوستان کے مختلف علاقہ جات میں ہندو اپنے مندروں میں جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ اور ان کی مذہبی کتب میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ قربانی کی رسم ایک بہت پرانی اور قدیمی رسم ہے۔ اور وہ ہندو جو مسلمانوں کے مسئلہ قربانی پر اعتراض کرتے ہیں وہ اپنے مذہب سے کافی واقفیت نہیں رکھتے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہی بات جو ان کے اپنے مذہب میں پائی جاتی ہے۔ اور جس پر ہندوؤں کا ایک بڑا حصہ اسوقت تک عمل کرتا چلا آرہا ہے۔ اسی پر اعتراض کریں۔

اس موقع پر ہم ایک اور بات بھی کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ ہندو صاحبان مسلمانوں کو گائے کی قربانی سے روکنے کے لئے بہت بڑی دلیل یہ دیا کرتے ہیں۔ کہ گایوں کے ذبح کرنے سے دودھ گھی کمیاب ہو جائیگا لیکن حیرت ہے۔ یہ دلیل ان کی طرف سے کبھی بھینسوں کے لئے پیش نہیں کی گئی۔ اور ان کو بچانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے جنہیں مسلمان تو استعمال کرتے ہی ہیں وہ خود بھی مندروں پر قربانی چڑھانے کے لئے ہلاک کرتے ہیں۔ حالانکہ بھینس گائے کی نسبت بہت زیادہ دودھ اور گھی دیتی ہے۔ کیا کوئی ہندو صاحب بھینس پر گائے کی فضیلت یا دلائل ثابت کر سکتے ہیں۔

مسٹر ولوبی کا قتل اور خانہ بدوش واعظ

صوبجات متحدہ کی لیجسلیٹو کونسل میں مسٹر ولوبی کے قتل کے متعلق اظہار افسوس کا ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے شیخ شاہد حسین صاحب نے جو تقریر کی۔ اس میں صاف طور پر کہا کہ:-

"ہم اپنے صوبہ میں بدامنی اور بے چینی کے طالب نہیں۔ ہم اس خوفناک واقعہ کا اعادہ نہیں چاہیئے ... ... غیر ذمہ وار لوگ جو اپنے ذاتی مفاد اور شہرت کیلئے گھومتے پھرتے ہیں۔ ان کو گشت کرنے اور بدامنی پھیلانے کی اجازت نہ ملنی چاہئے۔ خانہ بدوش واعظوں اور شورش پھیلانے والوں کی ناجائز خون بہانے کی تحریکیں لازمی طور پر ختم ہونی چاہیئیں"۔

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ مسٹر ولوبی کے قتل نے خانہ بدوش واعظوں اور شورش پھیلانے والوں کی حرکات نے سنجیدہ اور ذمہ وار حلقوں میں کیا اثرات پیدا کر دیئے ہیں۔ اور وہ موجودہ تحریکات اور ان کے محرکوں کو کس نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔

معاصر "وکیل" کو مذکورہ بالا الفاظ خاص طور پر نوٹ کر لینے چاہیئیں جو کہ ایک معزز مسلمان کے بیان کردہ ہیں۔ اور ضد میں آکر مسٹر گاندھی کی رائے کی طرح ان کو بھی پس پشت نہ ڈال دینا چاہیئے۔ کیا اب بھی "وکیل" تسلیم نہیں کریگا۔ کہ ہم نے اس واقعہ سے جو نتیجہ نکالا۔ وہی درست اور صحیح ہے۔

مولوی ثناء اللہ اور ہجرت

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۷ ستمبر میں ان واقعات اور حالات سے جھنجلا کر جو اندھا دھند وطن چھوڑ کر کابل جانے والوں کے متعلق شایع ہو رہے ہیں۔ والئے کابل اور سردار اعلیٰ محمود طرزی بیگ صاحب سے ان الحمد کا مسئولہ وعدہ قابل سوال ہے۔ پیش کر کے پوچھا ہے۔ کہ آپ نے جو اعلان کیا تھا۔ کہ سفارت کا اہم کام مسئلہ خلافت کا حسب منشاء مسلمانان تصفیہ کرانا ہے۔ اب بتایئے۔ کیا تصفیہ کرا آئے تاکہ اس سے غمگین مسلمانوں کو سرور حاصل ہو۔

ان کا تو جو جواب ملیگا۔ وہ ہم بھی دیکھ لینگے۔ البتہ مولوی صاحب مہربانی کر کے اپنے تسلیم کردہ اصل کے ماتحت یہ بتائیں کہ انھوں نے مسئلہ خلافت کا تصفیہ کرانے کے لئے ایک جلسہ عام میں جو یہ اعلان کیا تھا۔ کہ "میں بھی ہجرت کے لئے کوشش کر رہا ہوں"۔ اسکو انہوں نے کہاں تک پورا کیا ہے۔ کیا تا حال وہ کوشش میں لگے ہوئے ہیں یا مسئلہ خلافت کا ابھی منشاء کے ماتحت فیصلہ ہو جانے کی وجہ سے ہجرت کا خیال ہی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ جو صورت بھی ہو۔ اس سے عوام کو آگاہ کر دیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیں۔ کہ اگر ہجرت کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ تو کابل نے جبکہ ان کے دانت کھٹے کر دئے ہیں۔ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اس کے بتانے سے یہ فائدہ ہو گا کہ تا حال جن لوگوں کو ترک وطن کی تحریک کی جا رہی ہے۔ انھیں معلوم ہو جائیگا کہ کدھر کا رخ کرنا چاہیئے۔ اور اگر ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ تو مسلمانوں کو مسرور کرنے کے لئے اس تصفیہ کو مشتہر کر دیا جائے۔ جو خلافت ٹرکی کے متعلق انہوں نے کرایا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ہجرت کی کوشش ترک کر دی گئی ہے۔

قرآن کریم کے متعلق ایک فاضل یورپین کی رائے

کارلائل صاحب اپنی مشہور کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے صفحہ ۲۳۵ میں قرآن شریف کے متعلق لکھتے ہیں:- "میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے تمام معنی میں موجود ہے۔ اسی نے اس کو وحشی عربوں کی نظر میں بیش بہا بنا دیا تھا۔ سب سے آخر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو خوبیاں ہیں۔ وہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور ہر قسم کے اوصاف حسنہ کی بانی ہے"۔

قرآن شریف کے متعلق یہ ایک یورپین محقق کی رائے ہے جو نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تاہم کہا جا سکتا ہے کہ جو خوبیاں ایک حقیقی مسلمان کو قرآن کریم میں نظر آ سکتی ہیں۔ ان تک ایک غیر مذہب کے انسان کی نگاہ کا پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ مگر ذرا آجکل کے مسلمان کہلانیوالے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کے بتائیں۔ کہ کیا ایک عیسائی کی آنکھ نے جو کچھ قرآن میں دیکھا۔ اتنا ہی اسلام کا دعویٰ کرنیوالوں کو دکھائی دیتا ہے؟ اگر نہیں تو انہیں اپنے دعویٰ اسلام پر شرم آنا چاہئے اور حقیقی مسلمان بننے کی سعی کرنا چاہیئے۔

خطبۂ جمعہ

خدا سے محبّت کا دعویٰ

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۰ء

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بہت لوگ اس دنیا میں ایسے ہیں۔ جو بڑے زور شور سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ان کو اس ہستی پر ایمان ہے۔ جو اس دنیا کی خالق و مالک اس دنیا کے امور کی منتظم۔ رحیم۔ کریم۔ مہیمن اور محافظ ہے۔ اور بہت لوگ اس دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کو اس ہستی سے پیار اور محبت ہے۔ مگر بہت کم ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے افعال اور اپنے اعمال سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ واقع میں انہیں خدا تعالےٰ سے محبت ہے۔

خدا کی محبت کیا ہی

خدا تعالےٰ پر ایمان اور محبت و پیار چھپی ہوئی چیز نہیں۔ کوئی ایسا راز نہیں کہ انسان اسے پوشیدہ رکھ سکے۔ یہ مال و زر کی طرح پوشیدہ کونوں میں گاڑی نہیں جا سکتی۔ بینکوں میں جمع نہیں کرائی جا سکتی۔ بلکہ یہ ایک آگ کی طرح ہوتی ہی اور جس جگہ آگ لگی ہو۔ وہاں سے دھواں اٹھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی گھر کو یا مکلیان کو آگ لگا دو اور پھر اسے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھ سکو۔ یہ تو الگ رہا۔ چولہے میں آگ جلا کر بھی مخفی نہیں رکھی جا سکتی اس کو بھی چھوڑ کر دئے کی لو کتنی چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی دھواں نکلتا ہی ہے۔ اور چھت تک پہنچتا ہے۔ پھر موم کی بتی کتنی پتلی ہوتی ہے۔ لیکن اگر متواتر جلاؤ۔ تو گو ظاہر میں دھواں نظر نہ آئیگا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد دیکھو گے۔ کہ دیواریں کالی ہو جائینگی۔ تو جس طرح جہاں آگ لگی ہو۔ وہاں سے دہواں نہ اٹھے ناممکن ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ سے عشق ہو۔ اس خدا سے پیار و محبت ہو جو سب سے زیادہ حسین ہی۔ اور پھر کوئی اسے پوشیدہ رکھ سکے۔ دبا سکے۔ ظاہر نہ ہونے دے۔ یہ بھی بالکل ناممکن ہے۔

جذبات پر قابو پانا

دلوں کے جذبات کو دبانا بہت زبردست قوت۔ بہت زیادہ طاقت اور بہت زیادہ وسعت حوصلہ چاہتا ہے۔ اور ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ کہ جذبات کو دبا سکے۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ کسی کو ایک گالی کوئی دے۔ تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔ کسی کے ذرا سے اعتراض کرنے پر جسم پھکنے لگ جاتا ہے۔ معمولی محبت اور پیار پر انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس ہستی سے محبت ہو جو تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ جو تمام صفات حسنہ رکھتی ہے اور پھر دبی رہے۔ اور کسی کو پتہ نہ لگے۔ ایک ملک ایک شہر۔ ایک عورت ایک بچہ کی محبت تو ظاہر ہو جائے۔ اور انسان کے اعمال میں اس کے آثار پائے جائیں۔ مکان کی محبت تو پوشیدہ نہ رہے۔ عہدہ کی محبت تو دبائی نہ جا سکے۔ خطاب کی محبت کا تو پتہ لگ جائے۔ سیاست اور قوم کی محبت تو اپنے آپ کو ظاہر کر دے۔ مگر نہ کرے تو خدا کی محبت ظاہر نہ کرے۔ اور دبی کی دبی ہی رہے۔

مجنونانہ دعویٰ

میرے نزدیک یہ دعویٰ کرنا کہ خدا تعالےٰ سے محبت ہے۔ مگر اس کے آثار کا ظاہر نہ ہونا ایک مجنونانہ دعویٰ ہے۔ اور جو شخص اس طرح دعویٰ کرتا ہے۔ وہ یا تو خود مجنون ہی یا دوسروں کو مجنون سمجھتا ہے۔ یا پھر اس کی عقل پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے۔ کہ اتنی بڑی غلطی کرتا ہے۔ اور سمجھتا نہیں۔ یا وہ ایک بڑا شریر اور بدمعاش آدمی ہی کہ اتنا بڑا جھوٹا دعویٰ کر کے خیال کرتا ہے۔ کہ تمام لوگ پاگل اور مجنون ہیں۔ جو اس کے دعویٰ کو صحیح سمجھ لینگے۔ کیونکہ جس طرح سر پر آئے ہوئے سورج کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے بھی واضح طور پر اس کے دعوے کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس سے زیادہ پاگل اور مجنون کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر دنیا میں ایسے لوگ ہیں۔ اور ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں پائے جاتے ہیں۔ جس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یا تو دنیا میں عقل کا معیار ایسا گر گیا ہے۔ کہ اب جو کچھ بھی بے وقوفی کی بات اس کی طرف منسوب کی جائے وہ جائز اور صحیح ہو جاتی ہے۔ یا یہ کہ شرارت اور بدی عُجب اور تکبر اس قدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ ہر ایک انسان خیال کرتا ہے۔ کہ میرے جیسا عقلمند اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں جو چاہونگا۔ دوسروں سے منوا لونگا ان دو نتائج کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں۔ جو نکلے۔ کیونکہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ صبح و شام دیکھتے ہیں۔ ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں اور ہزاروں آدمی جو ہمارے سامنے آتے ہیں مختلف پیشے کرتے ہیں۔ مختلف طرز عمل رکھتے ہیں۔ ان کی زندگیوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جو بالکل جھوٹا اور باطل دعویٰ ہوتا ہے۔

محبت کا چھپانا ناممکن ہی

پس تم خوب یاد رکھو اور اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ محبت۔ پیار۔ اور عشق کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو چھپ سکے اس کا چھپانا ناممکن ہے۔ اور قطعاً ناممکن ہے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں محبت تو ہے۔ مگر ہم اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن یہ جھوٹ اور فریب ہے۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں بعض ایسے لوگ تھے۔ جو آپ کی مجلس میں نہ آتے تھے۔ جب ان پر اعتراض ہوا۔ تو کہدیا ہمیں حضرت صاحب سے محبت تو ہے۔ مگر ہم اسے ظاہر نہیں کرتے۔ آخر ایسے ہی لوگوں کو ٹھوکر لگی۔ تو کبھی ممکن ہی نہیں۔ کہ محبت ہو اور پوشیدہ رہے۔

محبت سب سے زبردست جذبہ ہی

محبت سب سے غالب ترین جذبہ ہے اور دنیا میں یہ ایک ہی چیز ہے۔ جو باقی سب طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ انبیاء جس چیز کو لے کر آئے۔ وہ محبت ہی ہے وہ اسی ہتھیار کو لے کر کھڑے ہوئے۔ اور اسی سے تمام جذبات فاسدہ۔ بغض۔ حسد۔ کینہ۔ شہوت شکست کھا جاتی ہیں۔ کیونکہ محبت وہ جذبہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بھی فرماتا ہے میری تمام صفات پر یہ غالب ہے۔ رحمتی وسعت کل شیء یہی وجہ ہے۔ کہ اسلامی تعلیم کے مطابق دوزخ کے متعلق بھی یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس میں بھی غیر مجذوذ عذاب نہیں ہوگا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوزخیوں کو بھی نکال لیا

جائیگا۔ تو محبت بہت زبردست جذبہ ہے یہی کہ خداتعالیٰ کی وہ صفات جو مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے محبت کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ سب سے غالب ہے۔ اور انسانوں میں بھی یہ جذبہ باقی تمام جذبات سے زیادہ زبردست ہوتا ہے۔ بڑے بڑے زبردست اور سرکش انسان ہوتے ہیں۔ لیکن محبت کے پھندے میں پھنس کر چور چور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جو سرکشی اور غرور کی وجہ سے کسی کے آگے جھکنے کا خیال تک بھی دل میں نہیں لاتے۔ محبت سے مجبور ہو کر غلامی کو فخر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص کا واقعہ ہے۔ وہ کہتے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ جیسا کوئی دشمن نہ تھا۔ میں عداوت اور بغض کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر نظر نہ ڈال سکتا تھا۔ اور ہر وقت مجھے اس کی وجہ سے آگ سی لگی رہتی تھی۔ مگر پھر وہ زمانہ آیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہی محبت وہی اخلاص اور وہی ہمدردی جس کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسك الا یکونوا مومنین۔ کیا تو اس بات پر اپنے آپ کو ہلاک کر دیگا۔ کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے یہ محبت اور الفت کا جذبہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان کو دکھ کی طرح لگا ہوا تھا۔ غالب آیا۔ اور پھر اسی عمرو نے کہا کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر نظر نہ ڈال سکا۔ اور اگر آج کوئی مجھ سے پوچھے۔ کہ رسول کریمؐ کی کیا شکل تھی تو میں نہیں بتا سکتا۔ دیکھو محبت کی وجہ سے کیا تبدیلی ہوئی تو چونکہ محبت سب سے زیادہ زبردست جذبہ ہے۔ اس لئے اسکو پوشیدہ رکھنے کا دعویٰ باطل ہے ٭

خدا سے محبت کرنے کے آثار

پس جو شخص خیال کرتا ہے کہ مجھے خداتعالیٰ سے محبت ہے۔ لیکن محبت کے آثار اس سے ظاہر نہیں ہوتے وہ یقین کر لے۔ کہ اس کا نفس اسے دہوکہ دے رہا ہے اور جو دیکھے۔ کہ دوسرے کو دعویٰ تو محبت الٰہی کا ہے لیکن اس میں آثار نہیں پائے جاتے۔ تو یقین کر لے کہ یا تو وہ خود دہوکہ خوردہ ہے یا دوسروں کو دہوکہ دینے والا ہے۔ اس بات کو سوچتے ہوئے میں اپنی جماعت کے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نفسوں کو دیکھیں اور پتہ لگائیں۔ کہ خداتعالیٰ کی محبت کا ان کے سونے جاگنے اٹھنے بیٹھنے۔ چلنے پھرنے۔ کھانے پینے۔ بولنے چالنے۔ لین دین۔ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ پر کیا اثر ہے۔ یا یہ نہایت ہی کمزور اور بودا دعویٰ ہے۔ کہ اس کا کچھ اثر ہی نہیں۔ یا کم سے کم انسان اتنا تو سوچے۔ کہ اگر میرے اعمال اور افعال میں خداتعالیٰ کی محبت کے آثار مجھے نمایاں نظر نہیں آتے۔ تو وہ ہستی جو باریک در باریک باتوں کو جاننے والی ہے۔ اس پر میرے دعویٰ کا کیا اثر ہو وہ خیال کرے۔ کہ میں جاہل ہوں۔ میں موٹی عقل کا آدمی ہوں۔ اس لئے میرے دعویٰ کا اثر مجھے محسوس نہیں ہوتا لیکن وہ ہستی جو باریک سے باریک بات کو جانے بغیر نہیں رہتی اس کا مجھ سے کیا سلوک ہے۔ آیا خداتعالیٰ کے صفات میں میرے دعویٰ کے بعد کوئی تغیر معلوم ہوتا ہے یا نہیں اگر اس کا دعویٰ سچا ہوگا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہوگی۔ پس انسان کو چاہیئے کہ خداتعالیٰ کی صفات کو دیکھے۔ کہ خدا اس کے لئے غیرت دکھاتا۔ اس سے اپنے پیاروں جیسا سلوک کرتا۔ اس سے پیار کی باتیں کرتا۔ اس کے کام کو اپنا کام سمجھتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو سمجھے۔ کہ خدا کی محبت کا وہ جو دعویٰ کرتا ہے جھوٹا اور بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے دعویٰ کے آثار محسوس نہیں کرتا۔ تو خداتعالیٰ کو تو اس کی حقیقت معلوم ہے خدا اس سے اپنی محبت کا اظہار کرتا۔ لیکن جبکہ خدا کی صفات سے بھی اس کا اظہار نہیں ہوتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دعویٰ ہی باطل ہے ٭

محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے

میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا۔ اسی بات کے متعلق کہ محبت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا۔ ایک نہایت خوبصورت چبوترہ ہے۔ اس پر ایک بچہ کھڑا ہے۔ جو محبت سے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے دیکھ رہا ہے۔ کہ اتنے میں آسمان پھٹا ہے۔ اور ایک پروں والا انسان اترا ہے اور قریب آنے پر جب میں نے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ عورت ہے اور خیال ہوا کہ حضرت مریم ہیں۔ انہوں نے بچہ کے اوپر پر پھیلا دئے۔ اور جھک کر اس طرح پیار کیا ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچہ کو کرتی ہے۔ اسوقت میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

Love creates love

کہ محبت محبت سے پیدا ہوتی ہے۔

تو یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ انسان کو خداتعالیٰ سے محبت ہو۔ خواہ وہ کتنی ہی پوشیدہ کیوں نہ ہو۔ اور خدا کو اس سے محبت نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سلوک سے اس کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ دنیا میں کوئی انسان محبت جیسی چیز کو ضائع نہیں کرتا۔ تو کیا خداتعالیٰ جو چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ محبت جیسی چیز کی کوئی پروا نہ کریگا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کو جو خداتعالیٰ کی محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اول اپنی ذات کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس سے محبت کے کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور پھر خداتعالیٰ کی صفات کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ ان کے لئے کس طرح جلوہ فگن ہوتی ہیں۔ اگر خداتعالیٰ کی بے توجہی ہو۔ یا اس سے بڑھکر خداتعالیٰ کی طرف سے ہلاکت اور تباہی میں گرفتار ہو۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان کا خدا کی محبت کا دعویٰ غلط ہے فریب ہے۔ اور ممکن ہو۔ کہ اسی حالت میں مر کر نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ کے مصداق بنجائیں۔ پس پیشتر اسکے کہ وہ وقت آئے۔ ہمیں اپنے اس دعویٰ پر غور کرنا چاہیئے ٭

ضرورت ہے

۱۔ محکمہ نہر مالاکنڈ میں سب اوورسیر کی جگہ خالی ہے۔ جو صاحب ملازمت کرنا چاہیں۔ فوراً اپنی درخواست معہ نقول سارٹیفکیٹ بنام اگزکٹو انجنیئر مالاکنڈ ڈویژن اپر سوات مالاکنڈ بھیجدیں درخواست کنندہ امور عامہ میں بھی ایک اطلاعی خط بھیجدے۔

۲۔ محکمہ نہر مالاکنڈ میں ایک کلرک کی پوسٹ خالی ہے۔ تنخواہ پچاس روپے تک ملیگی۔ امیدوار تجربہ کار اور انٹرنس پاس ہونا چاہیئے۔ جو صاحب یہاں ملازمت کرنا چاہیں۔ فوراً اپنی درخواست معہ نقول سارٹیفکیٹ بنام اگزکٹو انجنیئر مالاکنڈ ڈویژن اپر سوات مالاکنڈ بھیجدیں۔ درخواست کنندہ کو چاہیئے۔ کہ ایک اطلاعی خط دفتر امور عامہ میں بھی بھیجدے

ناظر امور عامہ قادیان

بائبل میں تحریف

جس طرح دنیاوی دستاویز اور اسٹامپ میں ایک لفظ بھی اگر مشکوک اور مشتبہ ثابت ہو جائے۔ تو وہ تمام کا تمام ہی ناقابل اعتبار ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح اور بیشک اسی طرح دینی صحائف بھی جنہیں اگر کسی قسم کا جعل اور ملونی پائی جائے۔ تو وہ دنیوی دستاویز سے بھی بدرجہ اولی ناقابل تسلیم اور غیر معتبر کہلانے کے مستحق ہیں۔

یہ ایک ایسی عام فہم اور معقول بات ہے۔ جس سے کوئی بھی فرد بشر انکار نہیں کر سکتا۔

اس وقت ہم اس محک پر بائبل کو رکھ کر پرکھتے ہیں۔ عیسائی دوست ہمارے اس بیان کو پڑھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ ثبوت کے متمنی ہوں۔ اس لئے ہم اپنے اس بیان کے اثبات میں اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ خاص بائبل سے ہی بطور نمونہ مشتے از خروارے ذیل میں چند مقام نقل کرتے ہیں۔ جن سے کماحقہٗ یہ امر واضح و آشکار ہو جائیگا کہ بائبل کی نسبت ان کا یہ دعوے کہ "بائبل جعل تحریف اور الحاق سے محفوظ اور پاک ہے" اپنے اندر کہاں تک اور کتنی اصلیت و صداقت رکھتا ہے۔

پہلا ثبوت سب سے پہلے بائبل کی پہلی کتاب "پیدائش" کو لیتے ہیں۔

"جب ابرام (ابراہیم) نے سنا کہ میرا بھائی گرفتار ہوا تو اس نے اپنے سیکھے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادوں کو لیکر "دان" تک ان کا تعاقب کیا" (پیدائش ۱۴/۱۴)

اس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ ابرام نے تین سو اٹھارہ خانہ زادوں کو لیکر "دان" تک ان کا تعاقب کیا الخ حالانکہ جس مقام کا نام "دان" بتلایا گیا ہے۔ وہ ابرام کے وقت یہ نام ہی نہیں رکھتا تھا۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل مقام

"اور وہ میکاہ کی بنائی ہوئی چیزیں اس کے کاہن سمیت جو اس پاس تھے لئے ہوئے لیس میں ان لوگوں غافل لوگوں کے بیچ جا پہنچے۔ اور ان کو انہوں نے تہ تیغ کیا۔ اور شہر جلا دیا۔ ان کا حمایتی کوئی نہ تھا کیونکہ وہ صیدا سے دور تھا۔ اور انہیں کسی سے کام نہ تھا۔ اور وہ بیت رحوب کی وادی میں تھا۔ بعد اس کے انہوں نے ایک شہر بنایا۔ اور اس میں بسے۔ اور اس شہر کا نام "دان" رکھا۔ ...... لیکن پہلے اس شہر کا نام "لیس" تھا" (کتاب قاضیاں ۱۸/۲۷ تا ۲۹)

معزز ناظرین! آپ انصاف سے بتلائیں کہ جب ابرام کے وقت اس جگہ کا نام "دان" تھا ہی نہیں۔ بلکہ یہ نام اس مقام کے غارت ہونے کے بعد لیس کی بجائے رکھا گیا تو پھر ابرام کے وقت اس جگہ کا نام دان بتلانا کیا تحریف و الحاق کو نہیں ثابت کرتا۔ پس صاف ظاہر ہے۔ یہ ورس اس وقت گھڑا گیا۔ جب لیس کی جگہ دان نام تجویز ہوا۔

دوسرا ثبوت "اور ایسا ہوا کہ بعد ان باتوں کے نون کا بیٹا یشوع خداوند کا بندہ جو ایک سو دس برس کا بوڑھا تھا۔ رحلت کر گیا" (کتاب یشوع ۲۴/۲۹)

کتاب یشوع کے بارے میں عیسائی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرت یشوع علیہ السلام پر الہام ہوئی۔ اگر یہ صحیح ہے تو صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہ کتاب بھی الحاق و تحریف سے محفوظ نہیں رہ سکی۔ کیونکہ اس میں حضرت یشوع کی وفات کا ذکر ہے۔

تیسرا ثبوت اسی طرح کتاب ایوب بھی الہامی سمجھی گئی ہے اور اس کی نسبت بھی پادری صاحبان اپنا عقیدہ یہی بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ حضرت ایوب پر نازل کی گئی۔ سو ہم بتلاتے ہیں۔ یہ کتاب بھی دیگر صحائف کی طرح محفوظ عن التحریف والالحاق نہیں رہ سکی۔

"بعد اس کے ایوب ایک سو چالیس برس جیا اور اپنے بیٹے اور اپنے بیٹوں کے بیٹے چار پشت تک دیکھے۔ اور ایوب بوڑھا اور عمر دراز ہو کے مر گیا"

(ایوب ۴۲/۱۶ و ۱۷)

چوتھا ثبوت علیٰ ہذا القیاس کتاب سموئیل نمبر ا و نمبر ۲ بھی (جو بائبل کی نویں دسویں کتب ہیں) سموئیل کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ مگر یہی کتابیں پکار پکار کہہ رہی ہیں۔ کہ ظالم یہودیوں نے ہمیں اصل حالت میں نہیں رہنے دیا۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو۔ اسی کتاب سموئیل نمبر ا کا باب ۲۵ آیت ا

"اور سموئیل مر گیا اور سارے اسرائیلی جمع ہو کے اس پر روئے اور رامہ میں اس کے گھر کے بیچ اسے گاڑا۔ اور داؤد اٹھ کے دشت فاران کی طرف اترا"

پس اگر کتاب سموئیل نمبر ا و ۲ سموئیل نبی پر ہی نازل شدہ تسلیم کی جائیں۔ جیسا کہ ان کے مطالعہ سے بھی ظاہر ہے۔ تو پھر ان میں الحاق و تحریف قبول اور تسلیم کر لینے میں کوئی امر روک نہیں ہو سکتا۔

پانچواں ثبوت عہد عتیق سے الحاق و تحریف کے چند نمونے دکھلانے کے بعد عہد جدید سے بھی مشتے نمونہ از خروارے دو تین مقام ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ جن سے پادری صاحبان یا اہل تثلیث کے اس دعویٰ کی حقیقت کہ "بائبل تحریف جعل اور الحاق سے محفوظ اور پاک ہے" کماحقہٗ واضح و آشکار ہو جائیگی۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے۔ اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو۔ اس سبب تم زیادہ تر سزا پاؤ گے" (متی ۲۳/۱۴)

معزز ناظرین! یہ عیسائی صاحبان کی تحریف کا نیا کارنامہ ہے۔ اسے غور سے ملاحظہ فرما دیں۔ اگر آپ بائبل مطبوعہ ۱۸۸۷ء لنڈن دیکھیں۔ تو اس میں اس ورس کو ضرور پائینگے لیکن اگر جدید ایڈیشن میں شامل انجیل متی کا ایک ایک لفظ بھی دیکھ جائینگے۔ تو آپ کی محنت محض اکارت اور رائگان جائیگی۔ کیونکہ جدید طبع میں یہ ورس تثلیثی ایمانداروں کے بھینٹ ہو چکا ہے۔

چھٹا ثبوت "مگر اس طرح کے دیو۔ بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے" (متی ۱۷/۲۱)

یہ ورس بھی جدید ایڈیشن میں مفقود و غائب ہے۔ حالانکہ بائبل کے پہلے تمام نسخوں میں ملتا ہے۔ اگر کسی کو اس میں کلام ہو تو وہ بائبل مطبوعہ ۱۸۸۷ء اور ۱۹۰۸ء کو سامنے رکھ کے ہمارے قول کی تصدیق کر لے۔

ساتواں ثبوت "اس نے اسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک۔ یعنی خدا الخ" متی ۱۹/۱۷ مطبوعہ ۱۸۸۷ء اب اسکے مقابل ۱۹۰۸ء کا ایڈیشن دیکھا جائے۔ تو وہاں لکھا ہے۔

"اس نے اس سے کہا تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے" الخ

قدیم نسخہ میں مسیح کے یہ الفاظ ہیں کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے مگر

مسٹر ظفر علی جیل میں

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

ناظرین اخبار یہ خبر سن ہی چکے ہیں۔ کہ اخبار "زمیندار" کا منہ پھٹ ایڈیٹر مسٹر ظفر علی ۱۵۔ ستمبر کو جبکہ وہ کلکتہ سے واپس ہوکر لاہور ہوتا ہوا کوہ مری جا رہا تھا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہاتھوں لاہور سٹیشن پر گرفتار ہو گیا۔ اور زیر حراست کر لیا گیا۔ مسٹر ظفر علی کا گرفتار ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ تھوڑے ہی عرصے سے جو وطیرہ اس نے اختیار کر رکھا تھا۔ اس کی بناء پر یہ کہنا کوئی مشکل امر نہ تھا کہ وہ جلد پکڑا جائیگا۔ حکام کے منہ آنے اور با رسوخ افسروں کی جا و بیجا مخالفت کرنے کے علاوہ جو رویہ اس کا ہمارے سلسلے کے برخلاف تھا۔ وہ ایسا نہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی غیرت اس کو زیادہ مہلت دیتی۔ حق کی مخالفت کرنا اور اس کو نہ ماننا ایک الگ امر ہے۔ جس کی سزا قیامت کے دن ضرور ملیگی۔ لیکن حق کے مقابلہ میں شوخیاں اور زبان درازیاں خدا کے غضب کو اس جہاں میں ہی بھڑکا دیتی ہیں۔ کوئی تین مہینے کا عرصہ گذرتا ہے کہ اس نے ہمارے سید و مقتدا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے بارے میں ایک گندی نظم لکھ کر اپنے اخبار میں شایع کی تھی۔ اور اس کے علاوہ کئی ایسے آرٹیکل لکھے۔ جو ہتک آمیز ہونے کے علاوہ نہایت ہی گندے الفاظ اور رکیک حملوں پر مشتمل تھے۔ بہت سے دوستوں نے چاہا کہ اسی طرز کا جواب لکھ کر اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں۔ مگر اپنے امام واجب الاطاعت کے حکم کے ماتحت خاموش ہو رہے۔ اور فیصلہ خدا تعالیٰ کی غیرت پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرنے پایا کہ وہ خدا تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا ۞

مسٹر ظفر علی ہمارے سلسلہ کا پرانا اور ناکام دشمن ہے۔ ایک موقع پر اس نے کہا تھا کہ میں اپنے قلم کی ایک ہی کشش سے اس سلسلے کو مٹا سکتا ہوں۔ لیکن جلد ہی خدا تعالےٰ نے اس کی قلم کو ایسا توڑا۔ کہ وہ کرم آباد میں ایک حرف تک لکھنے سے عاجز آ گیا۔ اور پھر جب سر بائیکل کے آستانے پر جبہ سائی کی۔ اور اپنی ترکی ٹوپی کے متحرک پھندنے کو اس کے بوٹوں پر ساکن کر دیا۔ تو مشروط آزادی نصیب ہوئی۔ اور پھر جب اور زیادہ لجاجت کر کے اور پبلک سے پولیٹکل گرگٹ کا خطاب حاصل کر کے لاہور کے بازاروں میں چلنا پھرنا میسر ہوا۔ تو مذہبی میدان میں سر نکالا۔ مگر جب یہاں بھی دال گلتی نظر نہ آئی۔ تو حیدرآباد دکن کے نظام عالی جاہ کے دروازے پر جا صدا لگائی۔ اور باپ بیٹے نے آٹھ سو ماہوار کا وظیفہ حاصل کیا۔ اس پر اس کے ہوا خواہوں نے بغلیں بجانا شروع کیں۔ اور اس وظیفے کو ہمارے سلسلے کی مخالفت کا صلہ قرار دیدیا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مخالفوں کے مونہوں میں پھر خاک جھونکی۔ اور باپ بیٹے کو پہلے دار السلطنت حیدرآباد سے نکلوایا۔ اور پھر وظیفہ بھی بند کرا دیا۔ ایک غیرت مند اور حیا دار آدمی کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ سمجھ لیتا۔ کہ پاکوں کی ہتک کرنا اچھے پھل نہیں لاتا۔ مگر ظفر علی جیسے انسان نے اس کو کافی نہ جانا۔ اور برابر مخالفت پر تلا رہا۔ اب خدا تعالیٰ کی مزید گرفت اسکو لاحق ہوئی۔ جیسا کہا جا سکتا ہے ؎

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا۔ اسکی جزا یہی ہے

اب بھی اگر وہ فطرت سلیمہ کا کچھ حصہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو چاہیئے کہ اپنے کئے پر نادم ہو۔ اور اسی جبار کی طرف جھکے جسکے آگے سب جھکتے ہیں۔ لیکن امید نہیں کہ یہ سعادت اس کو نصیب ہو ۞

ظفر علی کے "عزیز دولت" مولوی محمد علی اور ایڈیٹر پیغام جو اس کے ہمراز اور ہم نوالہ و ہم پیالہ ہیں۔ وہ بھی خدا تعالےٰ کے اس فعل پر اگر غور کریں۔ تو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حق کی مخالفت نے ان کے دوست کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

راقم علی محمد (بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

شکریہ احباب

احباب معاف فرمائیں بعض دوستوں کا بعد از وقت شکریہ ادا کیا جا رہا ہے۔ گذشتہ دنوں شیخ محمد نصیب صاحب ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان کو انجمنہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ کے حسابات کی پڑتال و فراہمی چندہ کیواسطے دورہ پر بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے پہلے ضلع گورداسپور کی بعض انجمنوں کو دیکھا۔ پھر تقریباً تمام ضلع سیالکوٹ کی انجمنوں کا معائنہ کیا۔ ضلع سیالکوٹ اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کی بجاآوری میں ہمیشہ سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ اس موقع پر بھی اس ضلع کے احمدی احباب نے نہایت اچھا نمونہ دکھایا۔ انجمن ضلع سیالکوٹ نے اپنے مقامی فنڈ سے خرچ برداشت کر کے ان کے ہمراہ مولوی محمد منیر صاحب ساکن بھڈال کو بھیجا۔ جو اس ضلع سے خوب واقف ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے شیخ صاحب کے ساتھ نہایت عمدہ رفیق کا کام کیا۔

میں ان تمام دوستوں کا جنھوں نے اس کار خیر میں شیخ صاحب کی امداد فرمائی ہے۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کے اخلاق و خدمت دین کے شوق میں روز افزوں ترقی ہو۔ یوں تو سب احباب ضلع سیالکوٹ شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بالخصوص منشی محمد عبد اللہ صاحب و منشی قاسم الدین صاحب شہر سیالکوٹ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھڈال۔ چودہری نصر اللہ صاحب، ابو محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی سیالکوٹ۔ [illegible] صاحب ہمبڑانوالی۔ مولوی غلام رسول صاحب ساکن جانگریاں۔ چودہری غلام حسین صاحب قادر آباد۔ چودہری الٰہی بخش صاحب رائے پور۔ چودہری تاج محمد صاحب جموں۔ میاں محمد امیر صاحب چودہری غلام رسول صاحب۔ سید نذیر حسین صاحب۔ ماسٹر محمد علی صاحب۔ ماسٹر بیرم خان صاحب ساکن گھٹیالیاں۔ مستری کرم الٰہی صاحب۔ خلیفہ سراج الدین صاحب کلاس والا۔ چودہری فقیر اللہ صاحب۔ محمد قاسم صاحب کھیوا باجوہ۔ مولوی فضل کریم صاحب قلعہ صوبہ سنگھ۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ قابل ذکر ہیں جنہوں نے نہایت ہمدردی اور سعی سے کام لیا ہے۔

۲۔ اسی طرح انہیں دنوں میں مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے تمام ضلع شاہپور میں ایک دورہ کیا ہے وہ اس ضلع سے تعلق

قدیم سمجھتے ہیں - اور احباب ضلع شاہپور کو ان سے بہت واقفیت و تعلقات ہیں - ان کے ساتھ احباب ضلع کا تپاک سے پیش آنا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی - اس دورہ میں ان کو چودھری غلام محمد صاحب سے بہت امداد ملی - چودھری صاحب موصوف بعض دیہات میں ان کے ساتھ تشریف لیگئے - اور حتی الوسع انکی امداد میں کوتاہی نہیں ہونے دی - اس ضلع میں چودھری صاحب موصوف کا میں بالخصوص شکریہ ادا کرتا ہوں +

(۲) اس کے بعد ایک وفد نے جس میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی - حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی - چودھری حاکم علی صاحب - اور شیخ محمد نصیب صاحب شامل تھے - ضلع شاہپور میں بغرض تبلیغ و دیگر اغراض سلسلہ دورہ کیا جہاں یہ وفد پہنچا - احباب نے اس کا خیر مقدم کیا - اور بہت محبت اور اخلاص سے پیش آئے - بہت احباب نے بہت بڑھا بڑھا کے چندہ لکھایا - جس سے قوی امید ہے - کہ آئندہ ہر فصل کے موقع پر حصول رضاء الٰہی میں سبقت کرتے ہوئے موجودہ رقوم سے بھی بڑھاتے رہیں گے - ہر دو مولوی صاحبان نے تبلیغ کا حق خوب ادا کیا - اور ہر جگہ کافی لیکچر ہوئے - اور دوستوں نے بہت توجہ سے لیکچر سنے - کل احباب ضلع شاہپور کا جن کے پاس یہ وفد گیا - اور علی الخصوص مولوی فضل الٰہی صاحب سرگودھا - چودھری غلام محمد صاحب چودھری غلام رسول صاحب بسرا - میاں محمد الدین صاحب مالکی سکنہ چک ۹۹ شمالی - چودھری غلام حیدر صاحب - چودھری شاہ محمد صاحب چک ۳۳ جنوبی - چودھری اللہ داد خاں صاحب عرف چودھری ککو خاں صاحب چک ۳۷ جنوبی کا شکریہ ادا کرتا ہوں - چک ۹۹ و ۳۷ کے دوستوں نے جن کا اوپر ذکر ہوا - وفد کے ہمراہ تین چار یوم تک سفر کی تکلیف بھی گوارا کی - جزاھم اللہ احسن الجزاء +

اخیر میں میں چودھری حاکم علی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس دورہ میں صرف کیا +

نیاز مند

ناظر بیت المال - قادیان

ہندوستان کی خبریں

حادثہ کچا گڈھی کا ملزم بری
مری - ۲۳ - ستمبر - وکیل استغاثہ کی تقریر کے بعد جس وقت عدالت برخواست ہونے لگی - تو حکم سنایا گیا - کہ ملزم مجرم نہیں - چنانچہ اسے رہا کر دیا گیا ۔

مسٹر گاندھی کا پیغام مسٹر ظفر علی کے متعلق
میں نہایت زور سے یہ رائے دیتا ہوں - کہ مولانا ظفر علی خاں کے مقدمہ میں کسی وکیل کے ذریعہ سے صفائی پیش ہی نہیں کی جا سکتی ۔ گاندھی

محرم پر پیلی بھیت میں فساد
پیلی بھیت - ۲۴ - ستمبر - ۲۳ - کو تعزیت کے جلوس پر ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا - مسلمانوں نے ایک مندر پر حملہ کر دیا - پولیس نے کچھ گولیاں چلائیں - ایک آدمی مجروح ہوا - مجمع تعزیت کو بر سر بازار چھوڑ کر منتشر ہو گیا - صبح سے شہر کے مختلف حصوں میں بلوے ہو رہے ہیں - امن و سکون قائم کرنے کے لئے تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ۔

مولوی غلام ربانی کی گرفتاری
انکو ۲۰ ستمبر ۱۹۲۱ء کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں لے گئے - یہ رہی مولوی غلام ربانی ہیں - جو ایبٹ آباد کی مجلس خلافت کے صدر رہ اور تحریک خلافت کے نہایت سرگرم اور پرجوش حامی تھے ۔

خلافت کمیٹیوں کا فائدہ
خلافت کمیٹیوں کا اور کوئی فائدہ ہوا ہو نہ ہو - لیکن ان کے کارکنوں کو بقول ایک نامہ نگار کیا - یہ کم فائدہ پہنچ رہا ہے کہ وہ لوگ جو ان کے قیام سے پہلے تھرڈ کلاس میں بھی بمشکل سفر کر سکتے تھے - اب سیکنڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں اگر کسی نیچ کے کام کے لئے بھی سفر کرتے ہیں - تو اخراجات خلافت فنڈ سے ہی وصول کرتے ہیں - بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے کبھی بمبئی و کلکتہ نہیں دیکھا تھا - مگر اب وہ خلافت فنڈ کی بدولت ہر مہینہ ایک مرتبہ ان بڑے شہروں کا طواف کر سکتے ہیں ۔

مسٹر ظفر علی کو امداد
ہمعصر اتفاق دہلی رقمطراز ہے - کہ مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کے صدر سیٹھ چھوٹانی نے کئی مرتبہ مسٹر ظفر علی کو امداد دی ہے - اور ۱۵ ہزار روپیہ اب تک دے چکے ہیں - یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت کمیٹی بمبئی کے فنڈ سے وہ ایک معقول رقم لے چکے ہیں ۔

لارڈ سنہا بمبئی پہنچ گئے
بمبئی - ۲۵ - ستمبر رائٹ آنریبل لارڈ سنہا جو بہار اور اوڑیسہ کے گورنر مقرر ہو کر آئے ہیں - آج ڈاک کے جہاز - پی اینڈ او - موریا کے ذریعہ بمبئی پہنچ گئے ہیں ۔

شملہ کے سٹیشن پر ایک بیرسٹر سے بدسلوکی
ہمعصر وکیل راوی ہے - کہ شملہ کے سٹیشن پر گارڈ اور ایک گورے سپاہی نے ایک شریف ہندوستانی بیرسٹر کو جو سیکنڈ کلاس میں بیٹھا ہوا تھا - عین اس وقت جب گاڑی چلنے والی تھی - گاڑی سے نکال دیا - اور اس کا اسباب باہر پھینک دیا - آخر سٹیشن ماسٹر نے درمیانہ درجہ میں انہیں جگہ دی ۔

عورتوں کو اغوا کرنیوالوں کی گرفتاری
سیوا سمتی کانپور کے والنٹیرز کے ذریعہ کچھ ایسے لوگ گرفتار ہوئے ہیں - جو عورتوں کو اغوا کر کے باہر بھیجا کرتے تھے - اس سلسلہ میں ایک عورت دہلی سے واپس لائی گئی ہے ۔

ایک سادھو پر سپاہ کو ورغلانے کا مقدمہ
ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پٹنہ کی عدالت میں ایک سنسنی پیدا کرنے والے مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے - ملزم ضلع بلیا کا ایک سادھو ہے - بیان کیا جاتا ہے - کہ وہ دینا پور میں بعض ہندوستانی سپاہیوں کو اطاعت سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہا تھا - اور ان سے سرکاری ملازمت ترک کرنے کیلئے کہہ رہا تھا - ملزم جس وقت گفتگو کر رہا تھا - حوالداروں کو اطلاع ہو گئی - اور انہوں نے گرفتار کر لیا - مجسٹریٹ نے ابتدائی تحقیقات کر کے مقدمہ سپرد عدالت کر دیا ہے ۔

شیر فروشوں پر مقدمہ
میونسپلٹی لاہور نے بازار ہیرا منڈی کے تین شیر فروشوں کا معاملہ عدالت کے سپرد کر دیا ہے - جن کے دودھ میں ۳۱ فی صدی پانی کی ملاوٹ تھی ۔

حیدر آباد ریلوے کے کرایہ میں اضافہ
نظام سٹیٹ ریلوے پر یکم ستمبر سے تیسرے درجہ کا کرایہ سواری گاڑی میں بجائے ۳ کے ۳½ پائی فی میل اور ڈاک گاڑی میں ۳ پائی فی میل کر دیا گیا ہے - اسی طرح اول و دوم درجہ کے کرایہ میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔

مسٹر تلک کے صاحبزادے نے کالج چھوڑ دیا
بمبئی - ۲۴ - ستمبر مسٹر تلک کے صاحبزادے پنڈت شری دھر پال تلک نے جو نیو پونا کالج میں بی - اے - کلاس کے طالب علم ہیں پرنسپل کو لکھا ہے - کہ میرا نام خارج کر دیجئے - کیونکہ اس کالج نے گورنمنٹ سے امداد لی ہے - اپنی چٹھی میں انہوں نے پرنسپل کو یہ بھی لکھا ہے کہ خاص اجلاس کانگرس میں قوم نے جو فیصلہ صادر کیا ہے میں اس پر قائم رہنا چاہتا ہوں ۔

جرمانہ ادا کرنے سے انکار
ہمعصر بھوشیہ خبر دیتا ہے - کہ ہفتہ وار "بنگالی" کے ایڈیٹر مسٹر عبد الرحیم اور اس کے پرنٹر ہتیستی و بلال الدین پر ہتک عزت کا ایک مقدمہ پولیس عدالت کلکتہ میں چل رہا تھا - جس میں ایڈیٹر صاحب پر پانچسو اور پرنٹر پر پچاس روپیہ جرمانہ ہوا - مگر دونوں نے جرمانہ ادا کرنے سے انکار کیا - اس لئے ایڈیٹر صاحب کو تین مہینے اور پرنٹر کو ایک مہینہ قید کی سزا دی گئی ۔

قانونی کونسلوں کے صدر
ولایت میں یہ خبر مشہور ہے - کہ بنگال کی نئی قانونی کونسل کے صدر بابو بھوپندر ناتھ باسو اور مدراس کی کونسل کے صدر مسٹر سنکرن نائر بنائے جائینگے ۔

پوری قحط فنڈ
لالہ ہنس راج کی اپیل پوری قحط فنڈ میں آریہ پرتی ندھی سبھا سندھ و بلوچستان سے اب تک ...۲۰ روپے وصول ہوئے ہیں ۔

اشر کمیٹی کی رپورٹ
شملہ کا ایک تار مورخہ ۲۴ ستمبر مظہر ہے - کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اشر کمیٹی کی رپورٹ ہندوستان اور انگلینڈ میں ایک ساتھ ...

ممالکِ غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

بلفاسٹ میں نجاروں کی ہڑتال لنڈن ۲۲ ستمبر۔ بلفاسٹ میں پراٹسٹنٹ کاریگروں نے رومن کیتھولک کاریگروں کو کارخانہ سے نکال دیا تھا۔ اسکی پاداش میں نجاروں کی انجمن نے اپنے ساڑھے چار ہزار اراکین کو جو بلفاسٹ کی جہاز سازی اور انجنیری کی کمپنیوں میں ملازم ہیں ہدایت دی ہے۔ کہ وہ کام چھوڑ دیں۔ اور جب تک خارج شدہ آدمی واپس نہ بلائے جائیں۔ کام نہ کریں ۔

ایک سن فین جج کا قتل پولیس کے ہاتھوں لنڈن ۲۲ ستمبر۔ آج صبح ۳ بجے کچھ وردی پوش آدمی ڈبلن کے ایک ہوٹل میں داخل ہوئے اور سیدھے ایک شخص کے کمرہ میں چلے گئے۔ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مرک کے مبنیع کی طرف سے نمائندہ ہے۔ ان لوگوں نے اس شخص کو گولی سے مار ڈالا۔ اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ مقتول کا نام بینج ہے۔ اور وہ سن فین جج تھا۔ سرکاری بیان سنئے ہے۔ کہ پولیس کے آدمی ہوٹل میں بینج کو گرفتار کرنے گئے تھے۔ جب وہ اس کے کمرے میں پہنچے۔ تو بینج نے ریوالور چلایا۔ پولیس نے اس کے جواب میں فائر کیا۔ اور بینج کو مار ڈالا ۔

ریلوے نے کام چھوڑ دیا لنڈن ۱۲ ستمبر۔ آئرلینڈ میں سامان جنگ پہنچانے کا سوال نہایت نازک ہوتا جارہا ہے۔ گریٹ ناردرن ریلوے نے ڈنڈاک سے اینسن کلن تک کام بالکل بند کردیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ملازمان ریل نے سامان جنگ لیجانے سے انکار کردیا تھا۔

پولیس انسپکٹر کی ہلاکت قتل و غارتگری کی وارداتوں کی خبریں برابر موصول ہو رہی ہیں سمندر کے کنارے موضع برگن میں برک نامی ایک ڈسٹرکٹ پولیس انسپکٹر کو قتل کردیا گیا۔ اس کا بھائی جو ایک پولیس سارجنٹ تھا سخت زخمی ہوا۔ اس کی وجہ سے موضع میں رات بھر بے چینی اور فساد رہا۔

کارخانہ جلا دیا گیا ایک انگریزی فرم کا نیا کارخانہ جلا دیا گیا۔ اور ایک محلہ جس میں مزدور آباد تھے۔ تباہ کردیا گیا۔ مرد، عورت اور بچے اپنا اسباب دستی گاڑیوں میں لاد لاد کر بھاگ رہے ہیں۔ دو سویلین مارے گئے۔ کئی زخمی ہوئے۔

دو کانیں اور مکان جلا دئے ۳۰ کے قریب دکانیں اور مکان۔ کارخانے کے علاوہ جلا دئے گئے۔ پولیس کے تازہ دستے بندوقیں چلاتے اور بم برساتے ہوئے گذرے۔ مگر نقصان کچھ نہیں ہوا ۔

پولیس نے دو آدمی مار ڈالے پولیس کے ایک سپاہی نے اپنے حلقے (علاقہ مرک) میں دو آدمیوں کو ہلاک کردیا۔ انہوں نے اسکے سوال کا کچھ جواب نہیں دیا تھا۔

۴۹ سین فائنروں کی گرفتاری فوجی لوریوں میں ۴۹ سین فائنر کو جو قواعد سیکھتے ہوئے گرفتار کئے گئے تھے۔ جیل خانہ میں پہنچا دیا گیا۔ جب یہ لوریاں ڈبلن میں سے گذریں۔ تو ان پر گولیاں برسائی گئیں۔ مگر نقصان کچھ نہیں ہوا۔

کمانڈر انچیف آئرلینڈ سے ملاقات دوران ملاقات میں کمانڈر انچیف نے تسلیم کیا۔ کہ تین جگہ فوج کو سین فائنروں کے مقابلہ میں پسپا ہونا پڑا۔ مگر ایسے ذرائع اختیار کئے گئے ہیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ میک سوئینی کی رہائی سے امن شکنی کے واقعات فوراً بڑھ جائینگے۔ گورنمنٹ ایک عام بغاوت کا مقابلہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ مجھ کو کامل یقین ہے کہ آئرلینڈ تو امن و امان کا خواہاں ہے۔ لیکن خوف پھیلانے والوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اس وقت ملک پر چھائی ہے۔ جنہیں سے اکثر کے نام بھی معلوم ہیں وہ دن جلد آنیوالا ہے۔ جب ان سب سے ملک کو پاک کر دینگے۔ میرا یقین ہے۔ کہ ایک مہینے کے بعد آئرلینڈ میں امن امان ہوجائیگا

متفرق خبریں

لارڈ ولنگٹن نائب وزیر ہند لنڈن ۲۲ ستمبر۔ لارڈ ولنگٹن نائب وزیر ہند مقرر ہوئے ہیں۔

ترکی میں یوم ماتم ۲۰ اگست کا دن ترکی میں ماتم کا دن تھا۔ مسجدوں میں نمازی خاموش تھے استنبول میں بعض کھڑکیوں پر سیاہ ماتمی پردے لٹک رہے تھے۔ اور بعض مقامات پر سیاہ علم بھی نمایاں تھے قسطنطنیہ میں تمام دکانیں بند تھیں۔ تمام اخبارات کے حاشیے سیاہ رنگ کے تھے۔ اور بعض اخبارات میں ماتمی کارٹون شایع کئے گئے جن کا مطلب یہ تھا۔ کہ ترکی سلطنت کا جنازہ نکل گیا۔ ترکی وزیر اعظم کی شکست پر افسوس ہے۔ کیونکہ وہ ترکی صلحنامہ میں ترمیم نہ کرا سکے۔ یہ وہ دن تھا۔ کہ ترکی نمایندوں نے بدرجہ مجبوری فرانس میں ترکی صلحنامہ پر دستخط کئے۔

جمال پاشا کابل آرہے ہیں ہمعصر افغانستان رقمطراز ہے کہ جمال پاشا رکن انجمن اتحاد و ترقی کے تاشقند سے کابل آنے کی افواہ گرم ہے۔ انکے ہمراہ برکت اللہ بھی ہیں۔

ولایت میں کپڑے کے کارخانے بند لنڈن ۲۱ ستمبر۔ شرقی لنکا شائر کے کارخانوں میں ایسا سناٹا ہے۔ جس کی نظیر کئی سالوں میں نہیں ملتی کپڑے کی منڈیاں جوں کی توں کھڑی ہیں۔ اور بلیک برن میں نصف سے زیادہ کھڈیاں بیکار پڑی ہیں۔ گریٹ ہارووڈ کے کارخانے جن کا دارومدار ہندوستانی تجارت پر تھا۔ سخت پریشانی کی حالت میں ہے۔ مزدوروں کو مصیبت سے بچانے کے لئے مفت خوراک بہم پہنچائی جارہی ہے۔ اور کرائے کم کئے جارہے ہیں ۔

کلیمنشو کی روانگی پیرس ۲۳ ستمبر۔ کلیمنشو بعزم ہندوستان مارسیلز کو روانہ ہو گئے ہیں ۔

سابق وزیر اعظم ہنگری کے قاتلوں کو سزا بوڈاپسٹ ۱۶ ستمبر کونٹ ٹزا سابق وزیر اعظم ہنگری کے قتل کا مقدمہ دو سال سے کورٹ مارشل میں چل رہا تھا۔ اب کورٹ مارشل نے دو آدمیوں کو موت کی سزا دی ہے۔ ایک کو ۱۵ سال قید سخت کی۔ اور ایک کو تین ماہ قید کی۔

انور پاشا باکو میں لنڈن ۱۹ ستمبر۔ ٹائمز کے نام ایک پیغام مظہر ہے کہ انور پاشا باکو میں پہنچے۔ جہاں وہ مشرقی اشتراکیوں کی کانگریس میں شریک ہونگے ۔

نیویارک میں حادثہ بم (نیویارک ۱۹ ستمبر) حادثہ بم سے ۳۴ آدمی ہلاک اور ۲۰۰ زخمی ہوئے ہیں اور مالی نقصان کا اندازہ دس لاکھ ڈالر کا ہے خیال ہو کہ بم اس قسم کا بنا ہوا تھا جو خاص وقت پر چلے۔ اسکی بارود "ٹی این ٹی" کی تھی۔ ایک گمنام چٹھی میں بغیر تاریخ کے فرانسیسی ہائی کمشنر کو تنبیہ کی گئی تھی کہ وال سٹریٹ پر ۱۲ بجے مصیبت آئیگی۔ دس ہزار ڈالر کا انعام مشتہر ہوا ہے جو ایسی اطلاع دینے والوں کو دیا جائیگا جس سے اس حملہ کا سراغ ملے +

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مکان کیسٹر شائع ہوا)